Iḥyāʾal ʿulūm, Vol.:22, Issue: 02,July-Dec 2022
PP: 24-37

OPEN ACCESS
Iḥyāʾal ʿulūm
ISSN (Online): 2663-6263
ISSN (Print): 2663-6255
www.joqs-uok..com

اقسام القرآن کی حکمتیں اور عصری افادیت: ایک تحقیقی مطالعہ

Perception of Aqsaam-ul-Quran and Contemporary Usefulness : A research Study

Dr Muhammad Waseem Mukhtar
Assistant Professor, Department of Islamic Studies & Arabic, Gomal University D.I Khan
Email:waseemmukhtar484@gmail.com
Saadjaffar
Lecturer Islamic studies, Department of Pakistan Studies, Abbottabad University of Science and Technology, KPK, Pakistan
Email:SaadJaffar@aust.edu.pk

Abstract

All the Prophets taught to fulfill the duty of reforming the people and obeying the Creator. The great blessing of the Holy Qur'an was given to the Ummah through the Holy Prophet (ﷺ) .Through the Holy Prophet (ﷺ), the great blessing of the Holy Qur'an gave the Ummah, which contains the principles of guiding every class of thought of humanity .The beginning of interpretations of Qur'anic subjects will begin from the time of Rahmat Alam (ﷺ). The commentators have introduced various basic reforms to understand the concepts of the Holy Quran, with the knowledge of which the understanding of the Quran becomes easy .In which the style of the Qur'an, the rulings of the Qur'an, the ajazi aspect of the Qur'an are notable. The Aqsaam ul Qur'an is the sub-branch of Ijaz e Qur'an. The first addressees of the Holy Quran were the Arabs, so it was revealed in the Arabic language. The Arabs used a lot of words in their words (prose and poetry) in a very good way. So, Allah Ta'ala mentioned the oath in His words according to the modern style and method. In terms of eloquence, no word has its equal, but the style of the Qur'an introduced a new type of style in the Arabic language. In which Allah Ta'ala has taken oaths about His attributes, Prophet Muhammad (ﷺ) and His creatures through specific words. The purpose of which is to emphasize something negative or positive in the speech or remove the

CC BY

doubt of the listener. Either it is to carve out false ideas or to inspire the audience to intellectual pursuits or to draw attention to something intangible. Keeping these aspects in mind, light will be shed on the contemporary usefulness of the Aqsaam ul Qur'an.

Keywords : *Ijaz -ul-Qur'an, Arabic language, Commentators, Aqsaam ul Qur'an, contemporary usefulness, Ummah.*

تمہید:

ہر قوم اور ملت میں یہ طریقہ رہا ہے کہ لوگ اپنے بیان کو مؤکد کرنے، مخاطب کو مطمئن کرنے اور کلام کی افادیت ثابت کرنے کے لیے انفرادی یا اجتماعی معاملات میں اکثر بیشتر قسم کا سہارا لیتے ہیں۔ اولاً اس کے لیے مختلف طریقے رائج تھے بعد ان کی جگہ الفاظ کا استعمال ہونے لگا۔"انسان کی اس تمدنی ضرورت نے طرح طرح کے طریقے اور خاص خاص الفاظ پیدا کر دیے جن سے لوگ اس تاکید کا اظہار کرنے لگے، یہ قسم کی اصل ہوئی۔"[1]

قسم کا استعمال زمانہ قدیم سے چلا آرہا ہے، ہیں، جب کہ اہل عرب میں دیگر اقوام کی نسبت قسم کا استعمال زیادہ تھا۔ یہ اپنے اشعار، نثر کو فصیح و بلیغ بنانے کے لیے نہایت عمدہ پیرائے میں بکثرت قسم کا استعمال کرتے تھے۔ عرب معاشرے میں قسم کا استعمال عام سر گفتگو کا حصہ تھا، جس کے مقاصد میں سب سے اہم مخالف اور مدِ مقابل کو حق کا اظہار، ہدایت کی طرف راغب کرنا یا دلیل و برھان ہو ثابت کرنا ہوتا ہے۔

"گفتگو میں قسم کا انداز تاکید کے ان اسلوبوں میں سے ایک ہے، جن کے اندر ابہت بڑی دلیل ہوتی ہے اور مدِ مقابل، حریف و مخالف کو تدریجاً ان باتوں کے اعتراف کرنے کی طرف لانا ہوتا ہے، جن کا وہ انکار کر رہا ہوتا ہے۔ اس کا استعمال اپنی بات کو پختہ کرنے اور مخاطب کو یقین دلانے کے لیے زمانہ قدیم سے ہوتا آرہا ہے۔"[2]

قسم عموماً اللہ کے نام کے ساتھ اپنی کسی ایسی شئے کو شامل کر کے کھائی جاتی تھی، جن کے وہ معتقد ہوتے تھے۔ قرآن کریم کے اولین مخاطبین اہل عرب ہیں اور انہی کی زبان میں قرآن حکیم نازل ہوا۔ لہذا انہی کے طرز تخاطب اور انداز گفتگو کو مد نظر رکھتے ہوئے ایسا کلام کیا گیا کہ وہ اُس سے مستفید ہونے کے ساتھ مانوس اور فصاحت و بلاغت کے اعلی معیار پر ہو، تاکہ وہ اس کے سامنے اپنی پیشانی خم کر دیں، چنانچہ اللہ جل جلالہ نے متعدد مقامات پر مختلف انواع اور مختلف اشیاء کی قسمیں کھائی ہیں۔

قسم کا مفہوم

لفظ قسم کا مادہ اصلی قسم ہے۔ یہ مختلف معانی میں مستعمل ہے۔ اس لفظ کے پہلے حرف "ق" پر اگر زیر پڑھی جائے تو اس کا معنی ہے، کسی چیز کے مختلف انواع، اگر "ق" کے زبر کے ساتھ پڑھیں تو یہ یمین کے معنی میں استعمال ہوتی ہے۔ امام راغب اصفہانی اس وضاحت کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

الْقَسْمُ : إفراز النّصيب، يقال: قَسَمْتُ كذا قَسْماً وقِسْمَةً، وقِسْمَةُ الميراث، وقِسْمَةُ الغنيمة تفريقها على أربابها، قال : لِكُلِّ باب مِنْهُمْ جُزْءٌ مَقْسُومٌ ... وأقسم حلف، وأصله من :الْقَسَامَةُوهى أيمان تُقْسَمُ على أولياء المقتول، ثم صار اسما لكلّ حلف .

۳

(لفظ قسم حصہ الگ کرنے کے معنی میں استعمال ہوتا ہے، جیسے کسی چیز کو تقسیم کرنا، میراث، مال غنیمت کو لوگوں کی بقدر تقسیم کرنا۔۔۔اقسم قسم کھانے کے لیے استعمال ہوتا ہے اس کا مادہ قسامۃ ہے یعنی ایسی قسم جو مقتول کے سرپرستوں پر کھائی جاتی ہے پھر اسے ہر طرح کی قسم کے لیے استعمال کیا جانے لگا)

لفظ قسم کے لغوی مفہوم کی مزید توضیح پیش کرتے ہوئے ابن منظور افریقی رقم طراز ہیں:

القسم: مَصْدَرُ قَسَمَ الشيءَ يَقْسِمُه قَسْماً فَانْقَسَم تَقَاسَمُوا : مِنَ القَسَمِ الْيَمِينِ أَى تَحَالَفُوا، يُرِيدُ لَمَّا تَعَاهَدَتْ قُرَيْشُ عَلَى مُقَاطعة بَنِي هَاشِمٍ وَتَرْكِ مُخالطتهم ابْنُ سيده : والقَسامة الْجَمَاعَةُ يُقْسِمُون عَلَى الشَّيْءِ أَو يُشهدون، وَيَمِينُ القَسَامِةِ مَنْسُوبَةٌ إليهم.وَفِي حديث : الأَيمانُ تُقْسَمُ عَلَى أَولياء الدم.٤"٥

(لفظ قسم مصدر ہے تقسیم کرنے کے معنی میں ہے اور تقاسموا حلف اٹھانے کے معنی میں ہے جیسے تعاھدت بھی معاہدہ اور قسم اٹھانے کے معنی میں ہے، کہ قریش نے بنو ہاشم کے ساتھ بائیکاٹ کی قسمیں کھائی اور اُن کے ساتھ گھلنا ملنا چھوڑ دیا۔ بقول ابن سیدہ: قسامہ معنی ہے کہ کسی چیز پر قسم کھانے یا گواہی دینے کے معنی میں استعمال ہوتا ہے۔ جیسے کہ حدیث میں ہے کہ قسمیں خون کا بدلہ لینے والے کھاتے ہیں۔)

معلوم ہوا کہ لفظ قسم مختلف معانی میں استعمال ہوتا ہے۔ اگر یہ قسامہ کے معنی میں استعمال ہوا تو یمین یعنی قسم اٹھانے کے لیے۔ چنانچہ شیطان نے حضرت آدم کے سامنے اپنی بات پر یقین کرنے کے لیے اسی لفظ کا استعمال کیا۔ قرآن مجید میں ارشادی باری تعالیٰ ہے:

" وقاسمهما انی لکما لمن الناصحین"6

(اور ان سے قسم کھا کر کہا کہ میں تمہارا خیر خواہ ہوں۔)

قرآن کریم میں ثلاثی مزید فیہ کے دیگر ابواب کے صیغے یا جملے بھی قسم اور یقین دہانی کے معنی میں مستعمل ہیں، ارشاد باری تعالیٰ ہے:

"وَيَقُولُ الَّذِينَ آمَنُوا أَهَؤُلَاءِ الَّذِينَ أَقْسَمُوا بِاللَّهِ جَهْدَ أَيْمَانِهِمْ إِنَّهُمْ لَمَعَكُمْ حَبِطَتْ أَعْمَالُهُمْ فَأَصْبَحُوا خَاسِرِينَ"٧

(اور اُس (وقت) ایمان والے (تعجب ایک دوسرے سے) کہیں گے کہ کیا یہ وہی لوگ ہیں جنہوں نے بڑے زور شور سے اللہ کی قسمیں کھائی تھیں کہ وہ تمہارے ساتھ ہیں۔ ان کے اعمال غارت ہو گئے۔۔۔)

قرآن کریم میں لفظ قسم کے تمام مشتقات سورۃ الزخرف کی آیت ۳۲ کے علاوہ بقیہ تمام مقامات پر یمین کے معنی میں مستعمل ہیں۔

یہ تمام شواہد اس پر دلالت کرتے ہیں کہ لفظ قسم، ق کے زبر کے ساتھ ثلاثی مجرد کے ساتھ ساتھ ثلاثی مزید فیہ میں مختلف ابواب پر اپنی پختگی اور اُس پر یقین کرنے کے معنی میں مستعمل رہا ہے۔

اصطلاحی مفہوم:

یمین اور قسم کے الفاظ بتاتے کہ قسم اٹھانے کا مقصد مخاطب کے دل میں کسی بات سے متعلق ہونے وساوس اور شبہات کا ازالہ اور اس بات کو قابل عمل اور قابل لائق بنانا۔ چنانچہ قسم کی ماہرین نے اس طرح تعریف کی ہے۔

"هو : تأكيد الشيء بذكر مُعَظَّم بالواو ، أو إحدى أخواتها"۸

(قسم سے مراد واؤ اور اس کے اخوات کے ذریعے کسی چیز کی تاکید کرنا ہے۔)

یعنی عربی زبان کے وہ مخصوص الفاظ جن کو ایک خاص طریقہ کے ذریعے استعمال کر کے کلام میں تاکید پیدا کی جاتی ہے۔

نیز قسم کے درست اور واقع کی بابت امام سیبویہ فرماتے ہیں:

"اعلم أنَّ القسم توكيدٌ لكلامك. فإذا حلفت على فعلٍ غير منفي لم يقع لزمته اللامُ. ولزمت اللام النونُ الخفيفة أو الثقيلة في آخر الكلمة. "۹

(اس بات میں کوئی شک نہیں کہ قسم تمہارے کلام کو مؤکد کر دیتی ہے۔ جب کسی بھی غیر منفی پر قسم اُس وقت تک ثابت نہیں جب تک اُس کے ابتداء میں لام ہو اور لام کی وجہ کلمہ کے آخر میں نون خفیفہ یا ثقیلہ کا اضافہ ضروری ہو جاتا ہے۔)

قرآن کریم میں جہاں مفاہیم و معانی کا سمندر خود میں سموے ہوئے ہیں وہیں کلام کی بلاغت و فصاحت کا بھی انمول تحفہ ہے۔ کلام کی دیگر خصائص کے ساتھ کلام الہیٰ میں مخالفین کے انکار کے سدباب، کلام میں اختصار و ایجاز کے پہلوؤں قسم کا استعمال بکثرت کیا گیا ہے۔

اہل عرب کے ہاں قسم کا استعمال اور قرآن میں ضرورت:

قرآن مجید کی بے شمار آیات میں انسانوں عقل و فکر کی عظمت و اہمیت کی جانب متوجہ کیا گیا اور اُن حقائق تک سفر کی ترغیب دی گئی، جہاں قرآن انسانیت کو غور و فکر کی دعوت دیتا ہے وہیں وہ عقلِ انسانی کی پرورش اور فکری جلاء کے لئے بھی بہت سی راہیں بھی پیش کرتا ہے، اور انسانوں کو زیادہ سے زیادہ ان راہوں پر چلنے کی تشویق کرتا ہے اور اسکے مقابلے میں ہر وہ چیز جو عقل کی رشد و پرورش اور شگوفائی میں مانع بنتی ہے، اس کی سخت مخالفت کرتا ہے۔

انسانیت کو رشد و کمال تک پہنچانے والے راستوں میں سے ایک راستہ، قرآن مجید کی قسمیں بھی ہیں، کہ جو براہِ راست انسان کی عقل و فکر سے تعلق رکھتی ہیں، اور اُس کی سطح فکری کو بلندی و کمال دینے کے لئے پیش کی گئی ہیں۔ قرآن کریم نے انسانی عقلی و فکری کاوشوں سدرا لمنتہیٰ تک پہچاننے کے لیے قسموں کا استعمال کیوں کیا، اس کی وجہ کو ذکر کرتے ہوئے ابو عبداللہ رفیع الدین لکھتے ہیں:

" عرب میں قدیم زمانے سے قسم کا اسلوب پایا جاتا تھا۔ یہ اسلوب جس طرح عربیت اسلامیہ میں ملتا ہے ویسے ہی عربیت جاہلیت میں بھی پایا جاتا تھا۔ جاہلیت میں جس طرح اللہ کی قسم اٹھانا معروف ملتا ہے ایسے ہی اللہ تعالیٰ کے سوا بتوں اور انصاب وغیرہ کی قسم اٹھانا بھی معروف تھا۔ لغت عرب اور اس کا ادب باقی لغات اور ان کے آداب سے جن وجوہ کی بناء پر ممتاز ہے ان میں ایک یہ ہے کہ لغت عرب میں قسم کا بہت زیادہ استعمال ہے۔"10

قرآن پاک اہل عرب کی زبان میں نازل ہوا اس لیے اُن کے اسلوب کو مد نظر رکھتے ہوئے قرآن میں بھی متعدد مقامات پر قسمیں کھائی گئی ہیں۔ قسم کھانے کی ضرورت کیوں پیش آتی ہے اور اس کا مقصد کیا ہوتا ہے اس غرض کا ذکر کرتے کا ہوئے علامہ سیوطی لکھتے ہیں:

"الْقَصْدُ بالقسم تحقيق الخبر توكيده حَتَّى جَعَلُوا مِثْلَ : وَاللَّهُ يَشْهَدُ إِنَّ الْمُنَافِقِينَ لَكَاذِبُونَ قَسَمًا وَإِنْ كَانَ فِيهِ إِخْبَارٌ بِشَهَادَةٍلأَنَّهُ لَمَّا جَاءَ تَوْكِيدًا لِلْخَبَرِ سُمِّيَ قَسَمًا"١١

(قسم کا مقصد کسی خبر (جملہ ہو اس کی اہمیت کے پیش نظر) کو مؤکد کر کے اُس کی حقیقت بتلانا مقصود ہوتا ہے، اس صورت میں خبر قسم بن جائے گئی، اگرچہ اُس خبر کی گواہی پہلے سے موجود تھی اس کے باوجود تاکید لانے کی وجہ سے اُس کو قسم کا نام دے دیا جاتا ہے۔)

قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ نے قسم کیوں اٹھائیں کسی وضاحت کرتے ہوئے اس سے متعلق امام زرکشی ابو القاسم القشیری کا قول نقل کرتے ہیں:

"قد قال أبو القاسم القشيری بأن الله ذكر القسم لكمال الحجة وتأكيدها، وذلك لأن الحكم بواحد من اثنين. إما الشهادة وإما القسم لذلك ذكر الله تعالى في كتابه الكريم النوعين حتى لا يبقى للناس على الله حجة. "١٢

(ابو القاسم القشیری نے کہا: قرآن پاک میں اللہ کا قسموں کو ذکر کرنا حجت کو پورا کرنے اور بات کو پختہ کرنے کے لیے ہے اور یہ اس لیے کہ حکم دو چیزوں میں ایک سے بات سے ثابت ہوتا ہے۔ یا شہادت سے یا قسم سے۔ اور اسی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب میں دونوں چیزوں کو ذکر کیا ہے، تاکہ لوگوں کے لیے کوئی حجت باقی نہ رہے۔)

ان باتوں سے ثابت ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے قرآن میں قسم کی اس روش کو محض تاکید تک محدود نہیں رکھا، بلکہ تاکید کے ساتھ ساتھ عقلی و منطقی استدلال بھی پیش کئے ہیں، اور اسطرح اس مرسوم درانج روش میں بنیادی تبدیلیاں ایجاد کی ہے، جو قرآن کریم کا ہی خاصہ ہے، اور قرآن کریم میں قسم کی اس روش کو اس کتاب مقدس کے علمی و بیانی اعجاز کی صورتوں میں سے ایک صورت قرار دیا جاسکتا ہے، اگرچہ قرآن میں اس روش کے ساتھ چیلنج و مقابلہ طلبی نہیں کی گئی، لیکن ہم یقین سے یہ بات جانتے ہیں کہ کوئی بھی انسان اس طرح کی قسمیں نہیں کھا سکتا۔ اتنی فصاحت و بلاغت کے ساتھ ایک ہی کلام و قسم مختلف مقامات پر مختلف پیرائے سے بیان نہیں کر سکتا ہے۔

قرآن کریم میں قسم کی انواع

اہل عرب اپنی زبان کو بہت فصیح و بلیغ سمجھتے تھے۔ اُن کے ہاں فصاحت و بلاغت کے مقابلے ہوتے۔ قرآن کریم انہی کی زبان میں نازل ہوا اور سرور دو عالم ان پر قرآن کریم کی تلاوت کرتے اور دین حق کی جانب متوجہ کرتے۔ انہوں نے جب قرآن کریم پر اعتراض کیا کہ یہ اللہ عزوجل کی کلام نہیں تو کہا گیا:

"فاتوا بسورة من مثله"١٣

(اس جیسی ایک سورت تو لا کر دیکھاؤ)

قرآن کریم میں قصص واحکام وغیرہ سے متعلق آیات مذکور ہیں اسی طرح قسم کی آیات بھی مذکور ہیں۔ قرآن کریم میں کل کتنی آیات میں قسم کے الفاظ آئے ہیں۔ ان کا تذکرہ کرتے ہوئے الدکتور عبدالجلیل لکھتے ہیں۔

"فقد جاء القسم في القرآن الكريم فی أكثر مائتي موضع حيثكان القسم الصريح حوالی المائة"١٤

(قرآن مجید میں دوسو(٢٠٠) سے زائد قسمیں ہیں، جن میں صریح قسمیں سو(١٠٠) کے قریب ہیں)

قرآن کریم میں ان تمام مواقع پر کن چیزوں کی قسم کھائی گئی ہے اس کی وضاحت کرتے ہوئے محمد بکر اسماعیل لکھتے ہیں:

"المقسم به لا ينبغي ان يكون الا باسم معظم في ذاته او لمنفعة بالله تبارک فيه او للتنبيه على كوامن العبرة فيه وقد اقسم وتعالى بذاته، وامر نبيه ان يقسم به واقسم بنبيه و ببعض مخلوقاته. اقسم بذاته فی ستة مواضع. وامر بنبيه ان يقسم فيثلاثة مواضع و اقسم بنبيه فی مواضع واحدو اقسم بملائكته واقسم بالرياح واقسم بالنجم والشمس و القمر و الليل والنهار والسماء والارض و الخيل و التين والزيتون وطور سنين،و البلد الامين، وغير ذلك من مخلوقاته"۱۵

یعنی قرآن کریم میں جن چیزوں کی قسم کھائی گئی ہیں اُن میں اللہ تعالیٰ کی ذات، وصفات، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات اور مخلوقات خدا پر قسمیں کھائی گئی ہیں۔ تقریباً ۲۷ آیات میں اللہ تعالیٰ کی ذات وصفات پر قسم کھائی گئی ہے۔ تقریباً ۸۲ آیات میں مخلوق باری تعالیٰ پر قرآن کریم میں قسم کھائی گئی ہے۔ یوں کہا جاسکتا ہے کہ قرآن کریم میں جن امور پر قسم کھائی گئی ہے اگر اُن کے لیے اصول مقرر کریں تو وہ چار حصوں یا اصولوں میں تقسیم ہوسکتے ہیں۔

توحید کی بنیادوں کا ثبوت

ان قسموں کا مقصد وحدانیت کا ثبوت ہوتا ہے، یعنی اللہ تعالیٰ کی ذات واحدہ لاشریک، اُس کی صفات میں کسی کو شریک نہ کرنے اور شرک کی ممانعت کی بابت، جیسے **" والصافات صفا○ فالزاجرات زجرا○ فالتاليات ذكرا" (الصافات:۴-۱۱)**

نبوت کا ثبوت اور قرآن کریم کے ذریعے اس امر کی شہادت

نبی رحمت عالم ﷺ اللہ تعالیٰ کے آخری نبی اور سچے رسول ہیں، آپ ﷺ کی یا سابقہ انبیاءؑ کی مقام نبوت میں شرک کو رفع کرنے کے لیے مختلف مواقع پر کلام الہیٰ میں قسمیں اٹھائی گئی، جیسے "یٰس○ والقرآن الحکیم○ انک لمن المرسلین "(یٰس:۳۱)

اخروی زندگی کا ثبوت اور اُس متعلقات کا تذکرہ اور اُن کی وضاحت

دنیا کی بے اثباتی اور مرنے کے بعد کے ہمیشہ کی زندگی کے برحق ہونے اور وقوع ہونے کی بابت مختلف مواقع اُٹھائی جانے والی قسمیں، جیسے **"والذاريات ذرواً○ فالحاملات وقراً○ فالجاريات يسراً○ فالمقسمات امراً○ انما توعدون لصادق○ وان الدين لواقع " (الذاريات: ۱-۶)**

۴۔ انسانی زندگی کے احوال کا تذکرہ اور زندگی میں اُس کی کاموں کی وضاحت:

انسانی زندگی کے روزمرہ امور کی بابت قسموں کا مقصد کلام سے انسیت پیدا کرنا، فوائد وثمرات کی بارے میں یقین قطعی اور شک کو دور کرنا اور رب کائنات کی ذات کی توجہ مبذول کروانا ہوتا ہے، جیسے" **والتين والزيتون○ وطور سنين ○وهذا البلد الامين○ لقد خلقنا الانسان فی احسن تقويم○ ثم رددناه اسفل سافلين○ الا الذين امنوا وعلمو ا الصالحات فلهم اجر غير مأمون○" (التين:۱-۶)۱۶**

ان کے علاوہ مخلوقات میں جن مخلوق پر قسم کھائی گئی ہے وہ تمام اللہ تعالیٰ کی قدرت، وحدانیت اور کمال طاقت کا مظہر ہیں۔ اس طرح یہ توحید کے ثبوت میں شامل ہوں گئیں۔

جن چیزوں پر قسم کھائی گی ہے وہ درج ذیل ہیں:

۱) اسم الجلالہ (جیسے باللہ، تاللہ)

۲) الرب (لفظ رب کے ساتھ)

۳) حیاۃ النبی ﷺ (آپ ﷺ کے نام یا صفات کے ساتھ

۴) القلم

۵) البلاد المقدسۃ

۶) النفس

۷) الاشجار

۸) الخیل

۹) السماء

۱۰) الارض

۱۱) الملائک

۱۲) الاجرام الفلکیہ

۱۳) الریاح

۱۴) الاوقات

۱۵) یوم الخبر

یہ وہ چیزوں ہیں جن پر قرآن کریم میں قسم کھائی گئی ہے۔ قسم کے لیے عموماً پانچ حرف استعمال ہوتے ہیں، البتہ قرآن کریم میں کن الفاظ کے ذریعے قسم کھائی گئی ہے۔ وہ الفاظ کون سے ہیں اُن کا تذکرہ کرتے ہوئے لکھا گیا ہے:

"ادوات القسم هي: الباء، وا الواو، و التاء. اما الباء فهو اصلها"١٧

(الفاظ قسم: باء، واو اور تاء ہیں البتہ اُن میں اصل "باء" ہے۔)

انہی الفاظ کے استعمال کی وجہ وضاحت کرتے ہوئے امام خلیل فرماتے ہیں:

"إِنَّمَا تَجِيءُ بِهٰذِهِ الحُرُوفِ، لأنَّكَ تُضِيفُ حَلَفَكَ إِلَى المحلُوفِ بِهِ، كما تُضِيفُ مَرَرْتُ بِهِ بِالباءِ، إلّا أنَّ الفِعلَ يَجِيءُ مُضمَراً فِي هذا الباب، والحَلفُ توكِيدٌ"١٨

(قسم کا انہی حروف کے ساتھ آنے کی وجہ یہ ہے کہ یہ اپنے ساتھ حلف میں محلوف کو شامل کر لیتے ہیں۔۔۔ اس لیے اس باب میں فعل مضمر آتا ہے اور قسم کے ساتھ اُس کا اتحاد ثابت ہوتا ہے۔)

ان الفاظ میں با اصل ہے اس کا استعمال زیادہ ہوتا ہے۔ واو قسمیہ اُس وقت استعمال ہوتا ہے اسم ظاہر ہو۔ یعنی جس چیز یا نام کے ذریعے قسم کھائی جارہی ہے وہ لفظ موجود ہو اگر وہ مخذوف ہو گا تو اُس لفظ پر واو قسمیہ نہیں آسکتا۔ تا قسمیہ صرف باعظمت لفظ پر آتا ہے، جیسے اللہ تعالیٰ کا اسم مبارکہ ہے۔

اقسام القرآن کی حکمتیں اور فوائد

ہر زمانہ میں قسم کھانے کا طریقہ جاری و ساری رہا ہے۔ اہل عرب مختلف اغراض اور مقاصد کے لیے مختلف اسالیب وانداز نہایت عمدہ و بلیغ طریقہ اپنایا جاتا تھا۔ قرآن کریم میں بھی مختلف آیات میں مختلف اشیاء کی قسم کھائی گئی، جس کا ظاہری فائدہ تو یہ معلوم ہوتا ہے کہ اس کے ذریعے بات پختہ ہوتی ہے اور مخاطب کے شک کو دور کر دیا جاتا ہے۔ قرآن کریم میں قسم اٹھانے کے کیا فوائد ہیں اُن کا تذکرہ کرتے ہوئے ابن قیم لکھتے ہیں:

"المقسم علیه : یراد بالقسم توکیده وتحقیقه"۱۹

(جس پر قسم کھائی جا رہی مراد اُس پر قسم اُٹھانے اُس کی تاکید اور اُس کی پختگی ہوتی ہے۔)

ابن یعیش ان فوائد کا تذکرہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

"الغرض من القسم: توکید ما یقسم علیه من نفی و اثبات"۲۰

(قسم سے غرض، جس کی قسم کھائی جا رہی ہے اُس کی منفی یا مثبت انداز میں تاکید کرنی ہے۔)

اقسامِ قرآنی کی افادیت کی بابت مناع القطان لکھتے ہیں:

"اعلم ان اللہ عز وجل. لا یقسم بشيء الا وفیه موضع للعبرة و موطن للعظمة والذکری، و مجال رحب للتآمل والنظر وکان من ورائه مقصد یطلبه المؤمن المتدبر و العاقل المستبصر"۲۱

(یہ بات بخوبی ذہن میں رکھیں کہ اللہ تعالیٰ کسی چیز کی قسم بیان اُس وقت کرتے ہیں، جب عبرت کا بیان ہو، عظمت وذکر کو بیان کرنا ہو، غور و فکر کا وسیع میدان اور منزلِ مقصود ہوتی، جس کا حصول صاحبِ بصیرت مومن کا اصلی مقصد ہوتا ہے۔)

حقیقت میں تمام کائنات اور اس کے موجودات کو انسانی فکر کی دسترس میں قرار دینا اور اسکو جہان مادی و محسوس سے جہانِ غیر مادی اور غیر محسوس کی طرف متوجہ کرنا۔ یہ وہ مقاصد ہوتے ہیں، جن کی جانب توجہ دلانے کے لیے مختلف مواقع پر قسم سے کام لیا جاتا ہے۔ قرآن کریم میں جن مختلف اشیاء کی قسم کھائی گئی ہے اُن پر قسم اٹھانے سے مخاطب کو کیا فائدہ ہوتا ہے۔ اس کی نشاندہی کرتے ہوئے محمد بکر اسماعیل لکھتے ہیں:

"فقد یقسم بالشيء لتعظیمه او للتهویل من شانه او التحذیر من شره او للتذکیر بنعمة او لدعودة للعقلاء الی التامل فیه و التعریف علی اسراره وقد تجتمع هذا الاغراض کلها في القسم"۲۲

(قسم کے ذریعے اُس شئے کی عظمت، اُس کے شر سے محفوظ رکھنا، اُس کی نعمت کا تذکرہ، عقلاء اور اہل دانش کے لیے عبرت کا سامان، پوشیدہ بات کو واضح کرنا ہوتا ہے اور یقیناً یہ تمام باتیں قسم میں موجود ہوتی ہیں۔)

قسم اٹھانے کے مقاصد میں ایک مقصد اہل کفار کا آپ ﷺ کی نبی ماننے سے انکار کی وجہ کا رد تھا، کہ جس ہستی کے نبی ہونے کے تم منکر ہو تمہارا یہ دعوی غلط ہے کہ وہ اللہ کے نبی نہیں، بلکہ اللہ تعالیٰ کے پیغمبر اور سچے و برحق نبی ہیں۔

اقسام القرآن کی عصری افادیت

کلام الہیٰ آخری الہامی کتاب ہے، جس رب کائنات قیامت تک کے اسرار و رموز کا ذخیرہ نہایت عمدگی کے ساتھ جمع فرمایا۔ یہ کتاب معانی و مفاہیم کی طرح اپنے الفاظ کے چناؤ اور بیان کلام میں بھی انوکھی اور لاجواب ہے، جس کا مقابلہ ناممکن ہے۔ کلام ربانی کے ادبی پہلوؤں اور اعجاز میں سے اقسام بھی ہیں۔ جس کی وجہ سے عصر حاضر باطل نظریات کو رد کیا جاسکتا ہے۔

افکار باطلہ اور جاہلانہ نظریات کا رد

ایسے نظریات، جو اسلامی تعلیمات کے منافی اور قرآن کریم کے صریح مخالف ہو، جیسے الحاد، شرک وغیرہ کا رد، جاہلانہ اعتقادات، فکری وعقلی خرافات کو رد، بذریعہ اقسام قرآنی ممکن ہے، جیسے ارشاد باری تعالیٰ "قُلْ بَلَى وَرَبِّي لَتَأْتِيَنَّكُمْ عَالِمِ الْغَيْبِ"[۲۳] کی تفسیر میں شاہ مظہر اللہ دہلوی رقم طراز ہیں:

"قرآن شریف میں اللہ تعالیٰ نے قیامت کا آنا جگہ جگہ قسم کھا کر تاکید سے فرمایا کہ اس سے ایک تو ان منکروں کا جواب دینا مقصود تھا جو قیامت کے منکر تھے اور نبی (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) جب قیامت کا ذکر فرماتے تو یہ بڑا تعجب کرتے تھے اور دوسرا مقصود یہ تھا کہ قیامت کے دن حساب کتاب عملوں کا تولنا، جنت اور دوزخ میں داخل ہونا، جن جن باتوں کا ذکر ہے اس باتوں پر مسلمانوں کا ایمان مضبوط ہو جائے کیونکہ جب تک ان باتوں پر ایمان مضبوط نہ ہو گا خلوص سے نیک کام آدمی سے نہ ہو سکے گا جب تک نیک نیت سے نیک کام نہ کیا جائے تو اوپری دل سے کیا کام مقبول نہیں ہے۔۔۔ قیامت اس لیے آئے گی کہ نیک و بد کا فیصلہ کیا جائے گا پھر فرمایا کہ جنت میں عزت کی روزی ہو گی جنت میں نعمتیں مسلمانوں کو ملیں گی وہ نہ کسی نے آنکھ سے دیکھیں نہ کانوں سے سنیں نہ کسی کے دل میں ان کا خیال گزر سکتا ہے۔"[۲۴]

یعنی غائب امور پر کھائی قسموں کی حقائق سے روشناس ہو کر نئی نسل جاہلانہ افکار سے اجتناب کرے گی اور رب کائنات کی عطا شدہ تعلیمات کو جسم و روح کا غذا تصور کریں گی، اس لیے عصر حاضر میں اِن اقسام کی بلاغت وحقیقت کا علم اور افادیت کی تشہیر ناگزیز امر ہے۔

کائنات میں موجود اشیاء کے فوائد پر یقین کامل

ان قسموں کے ذریعے کے عالم کائنات کی ہر چیز کی افادیت اور اہمیت کا ادراک حاصل ہوتا ہے، جو کہ اللہ تعالیٰ کی ذات اقدس پر یقین مستحکم اور اطمینان کا باعث بنتا ہے۔ وہیں فکرِ انسانی کو جلا بخشتا ہے، کائنات پر غور و فکر اور تدبر کی دعوت دیتا ہے، یعنی تمام حسی و نظری مشاہدات کے علاوہ، اس میں پوشیدہ اور غائب اشیاء کی قسم بھی شامل ہے، جیسے آیت قرآنیہ "لَآ اُقْسِمُ بِيَوْمِ الْقِيٰمَةِ"[۲۵] کے وضاحت میں لکھتے ہیں:

"اللہ تعالیٰ اپنی مخلوق میں سے جس چیز کو اہم سمجھتے ہوئے قسم اٹھانا چاہے بطور شہادت اور دلیل پیش کر کے قسم اٹھا سکتا ہے۔ مثلاً یہی قیامت کا دن جسے برپا کرنا اللہ کے انتہائی مہتم بالشان کارناموں سے ایک کارنامہ ہو گا اور یہ ایسی چیز تھی جس کا کفار مکہ یکسر انکار کر رہے تھے۔ لہذا اللہ تعالیٰ نے ان کافروں کی یقین دہانی کی خاطر قیامت کے دن کی قسم اٹھا کر فرمایا کہ وہ یقیناً واقع ہو کے رہے گی۔"[۲۶]

شریعت اسلامیہ پر یقین کامل

شریعت پر یقین کامل وقت کی اہم ضرورت ہے، ان قسموں کے ذریعے مختلف امور کی اہمیت اجاگر ہوتی ہے۔ آپ ﷺ کی ذات مبارکہ، عقائد و نظریات پر قسم سے دین کی بابت شکوک و شبہات کا ازالہ ہونے کے ساتھ ان کی عظمت دوچند ہونے کے

ساتھ شریعت پر یقین تام ہو جائے۔ جیسے قرآن مجید میں متعدد مقامات پر رحمت عالم ﷺ کی ذات بابرکت کے قسم اٹھائی گئی، قرآن حکیم کی قسم، اپنی ذات مبارکہ کی قسم شرف اور قدر و منزلت کو ثابت کرنے کے لیے اٹھائیں، جیسے مکہ مکرمہ کی بابت فرمایا:

"وَهٰذَا الْبَلَدِ الْأَمِينِ"۲۷

(اور اس امن وامان والے شہر مکہ کی (قسم)

سورۃ البلد میں مکہ مکرمہ کی قسم اٹھائی اور سورۃ التین میں اس کی مزید توضیح کی، اس آیت کی ذیل میں قشیری لکھتے ہیں:

"يعني: مكة، ولهذا البلد شرف كبير، فهي بلد الحبيب، وفيها البيت ولبيت الحبيب وبلد الحبيب قدر ومنزلة. "۲۸

(اس سے مراد مکہ مکرمہ ہے، یہ شہر بہت عظمت کا حامل ہے، آپ ﷺ کا پیدائشی شہر ہے، جہاں آپ ﷺ کا گھر تھا اور اللہ تعالیٰ کا گھر بھی ہے، جو کہ اپنی قدر و منزلت میں لاثانی ہے۔)

جب یہ معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے شعائر اسلام کی قسمیں کلام الہیٰ میں اٹھائی تو اس سے اسلامی تعلیم سے متعلق اذہان میں کوئی پائے جانے والا حلقہ سا شائبہ بھی ختم ہو جاتا ہے اور شریعت کی تعلیمات میں انسانی زندگی کے لیے مفید سمجھتے ہوئے اپنی زندگی کو اس کے تابع بنالیتا ہے۔ دور حاضر میں نئی نسل کے شریعت اسلامیہ پر کاربند ہونے کے لیے اقسام القرآن کی افادیت دوچند ہو جاتی ہے اور وقت کی اہم ضرورت ہے۔

غیبی امور اور واقعات کی بابت معرفت کا حصول

قیامت، مرنے کے بعد کے حالات، روز محشر کے واقعات سے متعلقہ امور، وحی اور غیر مشاہداتی امور کی تاکید بیان فرمائی، ان کا تعلق غیب یا معنوی وہبی ہے، جیسے رب کائنات کی لامحدود عنایتوں اور قدرتوں کی بابت علم، وحی الہیٰ کی حقانیت اور آپ ﷺ کا رسول برحق ہونا اور خاتم النبیین ہونا وغیرہ معارف کی شناخت اور ان پر اعتقاد برحق اِن قسموں کے ذریعے ہوتا ہے۔ عصر حاضر میں ان کی افادیت سے نئی نسل دین اسلام کو برحق تسلیم کرنے کے علاوہ، اس پر عمل کرنے اُن کے لیے سہل ہو جاتا ہے۔ اس قسم کی بابت ابن قیم لکھتے ہیں:

"وهو سبحانه يقسم بأمور على أمور وإنما يقسم بنفسه الموصوفة بصفاته وآياته المستلزمة لذاته وصفاته وإقسامه ببعض المخلوقات دليل على أنه من عظيم آياته" ۲۹

(اللہ تعالیٰ نے مختلف امور پر قسم قرآن مجید میں ذکر کی ہیں، اپنی ذات بابرکت، صفات باری تعالیٰ اور اُن نشانیوں پر قسمیں اٹھائیں، جو اُس کی ذات کو لازم ہیں اور مخلوقات میں سے بعض کی بابت قسمیں ذکر کی، جس کا مقصد اپنی نشانیوں کی عظمت ،اُن کا برحق ہونا ثابت کرنا تھا۔)

اللہ تعالیٰ کی وحدانیت کا ثبوت

قرآن کریم میں موجود قسموں میں جو حقیقی مقصد نظر آتا ہے کہ جن چیزوں کی بھی قسم کھائی گئی، اُن کا درحقیقت نتیجہ ایک ہی ہے کہ اللہ تعالیٰ کے وحدہ لاشریک پر ہر چیز دلالت کرتی ہے اور یہ وضاحت کرتی ہے کہ وہ ذات برحق مکان وزمان سے پاک ہے اور مقسم بہ اُس کی وحدانیت کو ثابت کرتی ہے، نیز آیات قسم اللہ تعالیٰ کی قدرت کاملہ اور وحدانیت کا عملی و بین نمونہ ہیں۔ بقول

علامہ سیوطی:

"فأقسم تارة بنفسه، وتارة بمصنوعاته، لأنها تدل على أنه بارئ صانع. "۳۰

(بعض مرتبہ اللہ تعالیٰ اپنی ذات کی قسم کھاتے اور کبھی اپنی مصنوعات کی، کیونکہ یہ بات شاہد اور دلیل ہے کہ وہ ان اشیاء کا بنانے والا اور اِن پر قدرت رکھنے والا ہے)

اسی بابت وضاحت کرتے ہوئے علامہ طہ الراوی لکھتے ہیں:

"أقسم على أنه لا معبود بحق إلا إله واحد لا شريك له ، فهو قسم بالمتحدين على ثبوت التوحيد ، وفيه إشارة إلى أنه كما أن القوة والنجاح وليدة الإتحاد ، فكذلك وحدانية الصانع ، وانعدام الشريك هي السبب في إبداع هذا الكون "۳۱

(ان مختلف امور پر قسم کا مقصد یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے علاوہ کوئی معبود برحق نہیں، پس یہ توحید کو ثابت کرنے پر قسمیں اٹھائی گئی ہیں اور اس میں اشارہ کہ طاقت اور کامیابی صرف اتحاد سے حاصل ہوتی ہے، اسی سے صانع کے ایک ہونے اور شرک کی عمارت منہدم ہوتی ہے۔)

جب روزِ روشن کی طرح یہ بات عیاں ہو جاتی ہے کہ ہر ایک چیز وحدہ لاشریک کی قبضہ قدرت میں ہے، تو انسان کے لیے اسی کے سامنے سر تسلیم خم کرتا ہے۔ چنانچہ عصری بہت سے مسائل اسی بات کے قطعی یقین کے بات حل ہو جاتے ہیں، اس لیے ضرورت اس امر کی ہے کہ اقسام قرآنیہ کے ذریعے اللہ تعالیٰ کی وحدانیت کے پرچار کو عام کیا جائے۔

اللہ تعالیٰ کی عظمت اور دین اسلام کی سربلندی کا باعث

عصر حاضر میں قرآنی قسموں کے حقائق کا ازہر من الشمس ہونا، احکامِ قرآنیہ، تعلق مع اللہ، اتباع واطاعتِ رسول اکرم ﷺ، تعلیمات اسلامیہ کی عظمت و سربلندی کا پیش خیمہ ثابت ہوتا ہے۔ اس طرح نئی نسل دین برحق کے قریب اور گمراہیوں سے دور ہو کر اسلامی شعائر کا امین بن سکتی ہے۔

" اللہ تعالیٰ نے اپنی ذات کے علاوہ جن چیزوں کی قسمیں کھائی ہیں اس سے ان چیزوں کی فضیلت یا ان کی منفعت اور افادیت کو بتلانا مقصود ہے، یعنی مقسم بہ کا (جس کی قسم کھائی گئی ہے) بڑی چیز ہونا یا صفات جلیلہ والا ہونا یا بڑی شان والا ہونا معلوم کروانا ہوتا ہے۔"[۳۲]

جب ان اشیاء کی حقیقت، فوائد و ثمرات رب کائنات کی قسموں کے ذریعے سامنے آتا ہیں، تو یہ اللہ تعالیٰ کی عظمت اور دین اسلام کی سربلندی ذریعہ بنتے ہیں۔

رحمت عالم ﷺ کے نبی برحق ہونے کا اثبات

قرآن کریم میں متعدد مقامات پر آپ ﷺ کی ذات وصفات سے متعلقہ مختلف مقام پر قسم اٹھائی، جس کا ایک مقصد کفار مکہ کے نظریہ کا رد تھا (کہ وہ آپ ﷺ کو اللہ کا رسول تسلیم نہیں کرتے تھے) یہی وجہ کہ آپ ﷺ کی صفات کے ساتھ کلامِ الٰہی میں ایک مقام پر ہادی عالم ﷺ کی عمر کی بھی قسم کھائی، جس کی اہمیت پر روشنی ڈالتے ہوئے علامہ سیوطی لکھتے ہیں:

"وقال العلماء: أقسم الله تعالى بالنبي - صلى الله عليه وسلم - في قوله: (لَعَمْرُكَ) ، ليعرف الناس عظمته عند الله ومكانته لديه."۳۳

(علماء کی رائے ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے قول "لعمرک" میں آپ ﷺ کی قسم اس لیے کھائی، تاکہ لوگوں کو اللہ تعالیٰ کے نزدیک رحمت عالم ﷺ کی عظمت، مقام و مرتبہ کی معرفت حاصل ہو۔)

آیت مبارکہ میں اللہ تعالیٰ نے حبیب رسول ﷺ سے اپنے محبت کا اظہار فرمایا، وہیں لوگوں کی نگاہ میں آپ ﷺ کی مقام و مرتبہ کا تعین بھی اور اس میں اشارہ ہے کہ آپ ﷺ کی ذات مبارکہ کی لوگ اطاعت و فرمانبرداری اختیار کریں اور دینی و دنیوی منافع کو حاصل کرنے کے لیے عملی اقدامات فرمائیں۔

عصر حاضر میں ان اقسام قرآنیہ نئی نسل کے قلوب میں رحمت عالم ﷺ سے تعلق کی مضبوطی، محبت کو زائد کرنے اور زندگی کے ہر میدان میں انہی اصولوں کو اپنانے کی تعلیم و ترغیب دینے کا بہترین اور عمدہ نسخہ ہے۔ اس کے ذریعے آپ ﷺ کے ساتھ ذہنی، فکری اور عملی وابستگی کو مضبوط بنانے کی اشد ضرورت ہے۔

خلاصہ بحث

- قرآن مجید کے اعجاز کی ایک صفت اقسام القرآن ہیں، یعنی اس کے ذریعے کلام الٰہی کے بلاغت اور بیان میں فصاحت کی حقیقت روزروشن کی طرح عیاں ہو جاتی ہے۔
- مخلوق کے لیے اللہ تعالیٰ کے سوا کسی کی قسم اُٹھانا درست نہیں، جب کہ عوام کی اصلاح کے لیے اللہ تعالیٰ نے مختلف مقامات پر اپنی ذات و صفات کے علاوہ اپنی کارگری (مختلف اشیاء) کی قسمیں اٹھائی ہیں۔
- ان قسموں کا مقصد توحید رباری تعالیٰ کا اثبات اور تمام مخلوق کو اللہ تعالیٰ کے تابع ہونے ثابت کرنا ہے۔
- یہ قسمیں تعلیمات اسلامیہ اور عقائد سے متعلقہ شکوک و شبہات کو دور کرنے بہترین ذریعہ ہیں۔
- قرآنی اقسام کے ذریعے رحمت عالم ﷺ کی نبوت برحق کو ثابت کیا گیا اور اللہ کے نبی ہونے سے متعلقہ کفار کے باطل عقیدہ کو رد کیا گیا ہے۔
- قرآن کریم کی جن آیات میں قسمیں مذکور ہیں اُن کا مقصد اُس خبر کی تاکید و تقریر ہوتا۔
- اس لیے خبر اکثر اوقات ایسے امر پر اُٹھائی گئی ہے جس کا تذکرہ نہیں (غائب چیز کی) تو اس لیے اُس پر قسم کھانے کا مقصد بظاہر اُس خبر کا اثبات ہوتا ہے۔
- بعض مرتبہ کلام اللہ میں قسم اُٹھانے کا مطلب اُس چیز میں پائے جانے والے شک کو دور کرنا ہوتا ہے اور اُس میں پائے جانے والے کسی بھی شبہ کی دوری ہوتی ہے تاکہ وہ حکم تام ہو جائے اور اُس کی مکمل صورت واضح ہو جائے۔
- قسم کے لیے کلام الٰہی میں مخصوص الفاظ استعمال ہوئے اور انسانوں کے لغو قسمیں اُٹھانے پر شریعت نے سزا بھی جاری کی ہے۔
- اقسام قرآنیہ کے ذریعے عقائد باطلہ اور غلط نظریات کا رد کیا گیا ہے۔
- دور حاضر میں نئی نسل کے تعلق کو قرآن کریم کے ساتھ استوار و مضبوط کرنا وقت کی اہم ضرورت ہے۔

- بلاغت کے مضامین کو عام فہم انداز کی صورت میں پیش کر کے قرآن کریم کے اعجاز کے پہلوؤں کے ذریعے شریعت اسلامیہ سے نئی نسل کی فکری، ذہنی اور عملی وابستگی کو مضبوط بنا جا سکتا ہے۔

This work is licensed under a Creative Commons Attribution 4.0 International License.

حوالہ جات(References)

فراہی، حمیدالدین، الامعان فی قسام القرآن، مترجمہ ، مولانا محمد امین احسن اصلاحی، انجمن خدام القرآن، لاہور:۱۹۷۵ء ،ص۱۴ -1

رفیع الدین، ابوعبداللہ، اقسام القرآن، مکتبہ رحمانیہ، کہروڑپکا:جون۲۰۰۳ء،ص۱۰ -2

راغب اصفہانی، الحسین بن علی، المفردات فی غریب القرآن، دارالقلم،بیروت:۱۴۱۲ھ،ص۶۷۰ -3

الشافعی، محمدبن ادریس، مسند الامام الشافعی، رتبہ علی الابواب الفقہیہ، محمد عابد السندی، دارالکتب العلمیہ، بیروت:۱۹۵۱ء،۱۱۲/۲ -4

ابن منظور افریقی، محمدبن مکرم، لسان العرب، دارصادر، بیروت:۱۴۱۴ھ،۴۷۸/۱۲-۴۸۱ -5

الاعراف۰۷: ۲۱ -6

المائدۃ۰۵: ۵۳ -7

محمدبن صالح، اصول التفسیر، المکتبہ الاسلامیہ، پاکستان: ۲۰۰۱ء، ص۴۸ -8

سیبویہ، عمروبن عثمان، الکتاب، محقق،عبدالسلام،مکتبہ الخانجی، القاہرۃ: ۱۹۸۸ء،۱۰۴/۳ -9

رفیع الدین، ابوعبداللہ، اقسام القرآن،ص۱۱ -10

السیوطی، عبدالرحمن بن ابی بکر، الاتقان فی علوم القرآن، الہیئۃ المصریۃ، قاہرہ، ۱۹۷۴ء،۵۳/۴ -11

الزرکشی، محمدبن عبداللہ، البرہان فی علوم القرآن، دارالمعرفۃ، بیروت:۱۹۵۷ء،۴۱/۳ -12

البقرۃ۰۲: ۲۳ -13

عبدالجلیل، الدکتور،لغۃ القرآن الکریم، مکتبہ الرسالۃ الحدیثیہ،اردن:۱۹۸۱ء،ص۲۶۵ -14

محمدبکر اسماعیل، دراسات فی علوم القرآن، دارالمنار،بیروت:۱۹۹۹ء،ص۳۲۳ -15

محمود احمد عبداللہ ، حارث مبین، اقسام اقسام القرآن الکریم،القلم، بیروت:۲۰۱۴ء،ص۲۸۸ -16

محمدبکر اسماعیل، دراسات فی علوم القرآن، ص۲۳۲ -17

سیبویہ، الکتاب، ۴۹۷/۳ -18

ابن القیم الجوزیہ، محمدبن ابی بکر، التبیان فی اقسام القرآن، دارالمعرفۃ، بیروت: ن م، ص۲ -19

ابن یعیش، یعیش بن علی، شرح المفصل، مکتبہ ناشرون، بیروت:۱۹۹۴ء،۹۰/۹ -20

مناع بن خلیل القطان، مباحث فی علوم القرآن، مکتبہ المعارف للنشر، بیروت:۲۰۰۰ء،ص۳۰۱ -21

محمد بکر اسماعیل، دراسات فی علوم القرآن، ص ۳۲۴ -22

سباء۳۴: ۰۳ -23

دہلوی، مظہر اللہ، شاہ، تفسیر مظہرالقرآن، ضیاء القرآن پبلی کیشنز، لاہور:۲۰۰۷ء،۱۲۸۲/۲-۱۲۸۳ -24

القیامۃ: ۰۱ -25

کیلانی، عبدالرحمن، تیسیر القرآن، مکتبہ السلام، لاہور:۱۴۳۲ھ،۵۵۶/۴ -26

التین۹۵: ۰۳ -27

القشیری، عبدالکریم بن ہوازن، تفسیر القشیری، لطائف الاشارات، الہیئۃ المصریۃ، مصر: ن م، ۷۴۵/۳ -28

ابن قیم، التبیان فی اقسام القرآن، ص۶-۷ -29

30۔ السیوطی، عبدالرحمن بن ابی بکر، معترک الاقران فی اعجاز القرآن، دارالکتب العلمیہ، بیروت:۱۹۸۸ء، ص۳۴۲
31۔ طہ الراوی، العلامہ، مباحث اسلامیہ، وزارت الاوقاف، العراق:۱۹۸۲ء، ص۱۳
32۔ اقسام القرآن، ص۳۳
33۔ السیوطی، معترک الاقران فی اعجاز القرآن، ص۳۴۲